حُسنِ اخلاق

چودھری محمد اسلم سلیمی

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں فرمایا: وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ (القلم۶۸: ۴) ''اور بے شک آپ اخلاق کے بہت بلند مرتبے پر فائز ہیں''۔

حُسنِ اخلاق کے بارے فرمانِ رسولؐ

۱- عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَدْ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلُ اللهِ قَالَ: بُعِثْتُ لِاُ تَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ (موطا، امام مالک، حدیث: ۱۶۲۷) امام مالکؒ سے روایت ہے کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے''۔

'مکارم اخلاق' سے مراد وہ بہترین اخلاقی تصورات، اصول اور اوصاف ہیں، جن پر ایک پاکیزہ انسانی زندگی اور ایک صالح انسانی معاشرے کی بنیاد قائم ہو۔

۲- دوسری روایت: اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُ تَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ [السنن الکبری، البیہقی، حدیث: ۱۹۳۳۱] ''مجھے تمام اخلاقی اچھائیوں کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے''۔

'مکارم اخلاق کی تکمیل' سے مراد یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاؑ اور ان کے صالح پیروکار مختلف اوقات میں اور مختلف قوموں اور ملکوں میں اخلاقی فضائل کے مختلف پہلوؤں کو اپنی تعلیم سے نمایاں کرتے رہے اور اپنی عملی زندگی میں ان کے بہترین نمونے بھی پیش کرتے رہے، مگر کوئی ایسی جامع شخصیت اس وقت تک نہ آئی تھی کہ جس نے انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں سے متعلق اخلاق کے صحیح اصولوں کو مکمل طور پر بیان کیا ہو۔ پھر ایک طرف خود اپنی زندگی

میں ان کو برت کر دکھایا ہو اور دوسری طرف ایک سوسائٹی اور ریاست کا نظام بھی انھی اصولوں کی بنیاد پر بنایا ہو اور چلا کر دکھایا ہو۔ یہ کام باقی تھا جسے انجام دینے ہی کے لیے حضور نبی آخرالزماں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں خود مکارم اخلاق کی تکمیل کو اپنی بعثت کا اصل مقصد قرار دیا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ مکارم اخلاق کی تکمیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ضمنی کام نہیں تھا کہ آپؐ کا مشن تو کچھ اور ہو اور ضمناً آپؐ نے یہ کام بھی کر دیا ہو، بلکہ دراصل یہ وہ اہم کام ہے جس کی انجام دہی کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مبعوث فرمایا تھا۔ ایک حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کے بارے میں بتایا تھا کہ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآنُ، یعنی حضوؐر کا اخلاق قرآن تھا۔ [مسند احمد، حدیث: ۲۴۰۷۵]

ایمان اور اخلاق کا باہمی تعلق

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ: اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا [ابوداؤد، حدیث: ۴۰۸۳] ’’بروایت ابوہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’مومنوں میں سے کامل تر وہ ہے جو ان میں سے اخلاق میں بہتر ہے‘‘۔ ایک اور حدیث کا ترجمہ یہ ہے: ’’سب سے وزنی چیز جو قیامت کے دن مومن کی میزان میں رکھی جائے گی وہ اس کا حُسنِ اخلاق ہوگا‘‘۔ [ترمذی، حدیث: ۱۹۷۵]

اس حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق حسنہ کو کمال ایمان کا مدار قرار دیا ہے۔ اس سے بھی اخلاق کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

ایک اور حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے: اِنَّ مِنْ خِیَارِکُمْ اَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقًا [بخاری، حدیث: ۳۳۸۷] ’’تم میں بہتر لوگ وہ ہیں جو اخلاق کے اچھے ہیں‘‘۔

اخلاق حسنہ کی نصیحت

حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ (یمن کی طرف) پابہ رکاب ہونے کے بعد آپؐ نے

سب سے آخری وصیت یہ فرمائی تھی کہ: اَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ [موطا، امام مالک، حدیث: ۱۶۲۱] ''اے معاذؓ! لوگوں کے ساتھ بہتر اخلاق سے پیش آنا''۔ حضرت معاذؓ کو یمن بھیجتے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں یہ آخری نصیحت فرمائی۔

مکارم اخلاق کی بنیادیں

۱- **تقویٰ:** ترمذی اور مشکوٰۃ کی ایک حدیث میں جس کی روایت عطیہ السعدی نے کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بندہ اہلِ تقویٰ کا مقام نہیں پاسکتا تاوقتیکہ وہ ان چیزوں کو بھی نہ چھوڑ دے جن میں (بظاہر) کوئی حرج نہیں ہے، اس اندیشے سے کہ کہیں وہ ان چیزوں میں مبتلا نہ ہوجائے جن میں حرج (گناہ) ہے''۔ [ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الورع والتقویٰ، حدیث: ۴۲۱۳]

مراد یہ ہے کہ بعض اوقات جائز امور بھی حرام کاموں کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ اس لیے ایک مومن کے سامنے صرف جواز کا ہی پہلو نہیں ہونا چاہیے بلکہ اسے اس لحاظ سے بھی چوکنا رہنا چاہیے کہ کہیں یہ جائز کام حرام کا ذریعہ نہ بن جائے۔

۲- **متقیانہ زندگی کا اصول:** ابن ماجہ اور مشکوٰۃ کی ایک حدیث میں جس کی روایت حضرت عائشہؓ نے کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عائشہؓ! حقیر گناہوں سے بچتی رہنا، اس لیے کہ ان کے بارے میں بھی اللہ کے ہاں باز پرس ہوگی''۔ [ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر الذنوب، حدیث: ۴۲۴۱]

صغیرہ گناہ بظاہر ہلکا نظر آتا ہے لیکن اسے بار بار کیا جائے تو دل زنگ آلود ہوجاتا ہے اور کبائر سے نفرت آہستہ آہستہ ختم ہوجاتی ہے۔ اس طرح صغیرہ گناہ کم خطرناک نہیں ہے۔ متقیانہ زندگی گزارنے کے لیے صغیرہ گناہ سے بھی بچنا چاہیے۔

حافظ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ: ''گناہ کو نہ دیکھو کہ وہ کتنا چھوٹا ہے بلکہ اس خدا کی بڑائی کو سامنے رکھو جس کی نافرمانی کی جسارت کی جارہی ہے''۔ اگر خدائے بزرگ و برتر اور مالک یوم الدین کی عظمت اور اس کے عذاب کی ہولناکیاں پیش نظر ہوں، یعنی چشمِ تصور میں رہیں تو پھر انسان کسی چھوٹے سے چھوٹے گناہ پر بھی دلیر نہیں ہوسکتا۔

۳- وسائل و ذرائع کی پاکیزگی: مشکوٰۃ کی ایک حدیث میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شخص بھی خدا کے مقرر کردہ رزق کو حاصل کیے بغیر موت کا لقمہ نہ بنے گا۔ سنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور رزق کے حصول میں جائز ذرائع و وسائل کام میں لاؤ۔ رزق کے حصول میں تاخیر تمھیں ناجائز ذرائع اختیار کرنے پر آمادہ نہ کردے۔ اس لیے کہ اللہ کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ صرف اس کی اطاعت ہی سے حاصل کیا جاسکتا ہے''۔ (مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۴۵۲)

اس روایت میں دو اہم دینی حقائق بیان کیے گئے ہیں:

اگر کسی بھی انسان کو رزق کے حصول میں ناکامی یا تاخیر محسوس ہو تو اسے مایوسی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ نے رزق کی جو مقدار اس کے لیے مقرر کی ہوئی ہے وہ بہرحال دیر یا سویر اسے مل کر رہے گی۔

یوں تو انسان بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے بھی بظاہر دُنیاوی خوش حالی اور آسایش پالیتا ہے، لیکن یہ دراصل خدا کی طرف سے مہلت ہوتی ہے جس کے بعد اللہ تعالیٰ کے عذاب کا تازیانہ برستا ہے۔ حقیقی خوش حالی اور راحت و سکون تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرماں برداری کرتے ہوئے حاصل ہو۔

مشکوٰۃ کی ایک اور حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی شخص حرام مال کمائے، پھر اس میں سے صدقہ دے تو وہ قبول کرلیا جائے اور پھر وہ اپنے مال میں برکت سے بھی نوازا جائے۔ اس کا متروکہ حرام مال صرف جہنم کا توشہ بن سکتا ہے (اس سے آخرت کی سعادت و کامرانی حاصل نہیں کی جاسکتی)۔ بلاشبہہ اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ وہ برائی سے برائی کو نہیں مٹاتا، بلکہ برائی کو بھلائی سے ختم کرتا ہے۔ (یہ ایک حقیقت ہے کہ) نجاست کو نجاست سے مٹا کر پاکیزگی حاصل نہیں کی جاسکتی''۔ [مسند احمد، حدیث: ۳۵۶۶]

اس روایت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ محض مقصد کا پاک ہونا ہی کافی نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وسائل و ذرائع کی پاکیزگی بھی ضروری ہے۔

۴-**علامت تقویٰ**: ترمذی اور مشکوٰۃ کی ایک حدیث میں جس کی روایت حضرت حسن بن علیؓ نے کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ کلمات یاد کر لیے ہیں: ''جو چیز شک میں مبتلا کرنے والی ہو، اسے چھوڑ کر اس کام کو پسند کرلو جو شک وشبہہ سے بالاتر ہو۔ اس لیے کہ سچائی سراپا سکون و اطمینان ہے اور جھوٹ سراپا شک و تذبذب''۔ (ترمذی، الذبائح، حدیث: ۲۵۰۲)

۵-**توکّل**: ترمذی کی ایک حدیث جس کی روایت حضرت انسؓ نے کی ہے، کہ ایک آدمی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: ''اے اللہ کے رسولؐ! میں اونٹ کو باندھ کر توکل اختیار کروں یا اسے چھوڑ کر؟'' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اسے باندھ لے اور پھر خدا پر توکّل کر''۔ (ترمذی، الذبائح، حدیث: ۲۵۰۱)

ترمذی اور مشکوٰۃ کی ایک اور حدیث جس کی روایت حضرت عمرؓ نے کی ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

> اگر تم اللہ پر اس طرح توکل کرو، جس طرح کہ توکّل کرنے کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح روزی دے گا جس طرح پرندوں کو روزی دی جاتی ہے۔ صبح سویرے خالی پیٹ (آشیانوں سے) نکلتے ہیں اور شام کو آسودہ ہو کر پلٹتے ہیں۔ [ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب التوکل والیقین، حدیث: ۴۱۶۲]

پرندوں کے ساتھ تشبیہہ دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کو آشکار کیا ہے کہ توکل یہ نہیں ہے کہ انسان ہاتھ پیر توڑ کر گھر میں بیٹھا رہے، بلکہ توکل یہ ہے کہ خدا کے دیے ہوئے اسباب و وسائل کو کام میں لا کر نتائج خدا کے حوالے کر دے۔

۶-**شکر**: مسند احمد کی ایک حدیث جس کی روایت حضرت ابو ہریرہؓ نے کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شکر گزار بے روزہ انسان صبر کرنے والے روزہ دار کی طرح ہے'' [مسند احمد، حدیث: ۷۶۲۹]۔ یعنی جو صبر کے ساتھ نفلی روزے رکھتا ہے اور جو شکر کے ساتھ خدا کی دی ہوئی حلال روزی کھا کر دن گزارتا ہے، دونوں خدا کے ہاں درجہ میں برابر ہیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے کے بعد بھی شکر ادا کرتے تھے۔

ایک حدیث جس کی روایت حضرت ابوہریرہؓ نے کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو تم میں سے (مال، جسم اور وجاہت کے اعتبار سے) بالاتر ہیں، ان کو نہ دیکھو، اور جو تم سے (اس لحاظ سے) فروتر ہیں، ان کو دیکھو۔ اس طرح یہ صلاحیت پیدا ہوسکے گی کہ تم اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو حقیر نہ سمجھو گے'' [صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الفقر، حدیث: ۷۱۳]۔ ایک اور روایت ہے: ''جب تم میں سے کسی کی نگاہ ایسے شخص کی طرف اٹھے جو مال اور جسمانی طاقت میں اس پر فضیلت دیا گیا ہے تو چاہیے کہ اسے دیکھے جو (اس لحاظ سے) فروتر ہے''۔ [مسلم، کتاب الزہد، والرقائق، حدیث: ۵۳۷۵]

شکر ادا کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں اور دل و دماغ کی صلاحیتوں کو اللہ کی ہدایت کے مطابق استعمال کیا جائے اور اس کی نافرمانی کے کاموں سے پرہیز کیا جائے۔

۷- **صبر**: مسلم کی ایک حدیث جس کی روایت حضرت صہیبؓ نے کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کے معاملے پر تعجب ہے کہ اس کا سارا کام خیر ہی خیر ہے۔ یہ (سعادت) مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے۔ اگر اسے دُکھ پہنچتا ہے اور وہ صبر کرتا ہے، تو یہ اس کے لیے بہتر ہوتا ہے، اور اگر اُسے خوشی حاصل ہوتی ہے اور وہ سراپا شکر بن جاتا ہے تو یہ بھی اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔ گویا وہ ہر حال میں خیر ہی سمیٹتا ہے''۔ [مسلم، کتاب الزہد والرقائق، حدیث: ۵۴۲۹]

بخاری اور مسلم کی ایک حدیث میں جس کی روایت حضرت انسؓ نے کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسی عورت کے پاس سے ہوا جو ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کا تقویٰ اختیار کر اور صبر سے کام لے''۔ اس عورت نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچانتے ہوئے کہا: اپنی راہ لو، میری جیسی مصیبت تم پر تو نہیں پڑی ہے۔ کسی نے اس سے کہا کہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو تمھیں صبر کی تلقین فرما رہے تھے تو وہ دوڑی ہوئی آئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بس صبر وہی ہے جو سینے پر پہلی چوٹ لگتے وقت کیا جائے''۔ ایک اور حدیث ہے کہ: ''اگر کوئی اللہ سے صبر کی توفیق مانگے تو اللہ اسے صبر کی توفیق عطا فرماتا ہے''۔ [بخاری، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، حدیث: ۱۲۳۶]

انفرادی اخلاق

۱- **ضبط نفس:** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پہلوان وہ نہیں ہے جو (حریف کو میدان میں) پچھاڑ دے، بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس کو قابو میں رکھے''۔(مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، حدیث: ۴۸۳۰)

حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھے نصیحت کیجیے۔ آپؐ نے فرمایا: ''غصہ نہ کرو''۔ یہ بات آپؐ نے بار بار فرمائی: لَا تَغْضَبْ (غصہ نہ کرو)۔[بخاری، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، حدیث: ۵۷۷۱]

۲-**عفو و حلم:** حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے معاملے میں کسی سے کبھی بھی انتقام نہیں لیا مگر یہ کہ اللہ کی حرمت (شعائر اللہ یا حدود اللہ) پامال ہوتیں تو آپ اللہ کے لیے انتقام لیتے تھے۔[بخاری، کتاب الحدود، حدیث: ۶۴۱۶]

حضرت انسؓ دس سال تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے رہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مجھے نہیں ڈانٹا، نہ یہ فرمایا کہ یہ کام کیوں نہیں کیا، نہ یہ فرمایا کہ یہ کام کیوں کیا۔[مسلم، کتاب الفضائل، حدیث: ۴۳۷۰]

۳- **وسعتِ ظرف:** ابوالاحوص جشمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: اگر میں کسی شخص کے پاس سے گزروں اور وہ میری ضیافت و مہمانی کا حق ادا نہ کرے اور کچھ عرصے کے بعد اس شخص کا گزر میرے پاس سے ہو تو کیا میں اس کی مہمانی کا حق ادا کروں یا اس کی (بے مروتی اور روکھے پن) کا بدلہ لے لوں؟ تو آپؐ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ تم اس کی مہمانی کا حق ادا کرو''۔(صحیح ابن حبان، حدیث: ۵۴۹۳)

۴-**حیا:** ۱-حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حیا ایمان ہی کی ایک شاخ ہے''۔(مسند احمد، حدیث: ۹۵۱۸]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: برہنہ ہونے سے بچو، کیونکہ تمھارے ساتھ وہ ہیں جو تم سے کبھی جدا نہیں ہوتے اِلا یہ کہ رفع حاجت یا صنفی تعلق

(میاں بیوی کے فرائض زوجیت) قائم کرنے کا موقع ہو۔ ان (فرشتوں) سے شرماؤ اور ان کا احترام کرو''۔[ترمذی، الذبائح، ابواب الادب عن رسول اللہ، حدیث:۲۷۹۵]

موطا، امام مالکؒ کی ایک حدیث ہے:''ہر دین کا کوئی امتیازی وصف ہوتا ہے۔ اسلام کا بنیادی وصف حیا ہے''۔[شعب الایمان للبیہقی، فصل فی التواضع، حدیث:۷۸۹۵]

۵-تواضع و انکساری: حضرت عمرؓ نے ایک بار منبر پر سے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! تواضع وانکساری اختیار کرو۔ اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے: ''جو اللہ کے لیے جھکتا ہے، اللہ اسے بلند کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے، حالانکہ وہ لوگوں کی نگاہوں میں بڑا ہے۔ اور جس نے تکبر کیا، اسے اللہ تعالیٰ گرا دیتا ہے تو وہ لوگوں کی نگاہوں میں چھوٹا ہے، حالاں کہ وہ خود اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا ہے، یہاں تک وہ ان کے سامنے کتے اور سؤر سے بھی زیادہ ذلیل ہوجاتا ہے''۔(مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ٹیک لگا کر کھاتے ہوئے نہیں دیکھے گئے اور نہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ آپؐ کے پیچھے دو آدمی چلتے ہوئے دیکھے گئے ہوں (ابوداؤد،مشکوٰۃ)۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع وانکساری کا حال تھا۔

۶-شہرت سے پرہیز: حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنَّ اللهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ [مسلم، کتاب الزہد والرقاق، حدیث:۵۲۷۸] ''اللہ تعالیٰ متقی، غنی اور گمنام بندے کو پسند کرتا ہے''۔

اس حدیث میں غنی کے معنی خود دار اور قناعت پسند کے بھی لیے جاسکتے ہیں اور اس کے معنی خوش حال کے بھی ہوسکتے ہیں۔ الخفی سے مراد ایسا شخص ہے جو شہرت اور ناموری کا بھوکا نہ ہو۔

۷-قناعت: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جو اسلام لایا اور اسے گزارے کے مطابق روزی میسر آگئی اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی دی ہوئی روزی پر قناعت کی توفیق بخشی تو وہ فلاح و کامرانی سے ہم کنار ہوگیا''۔[مسلم،مشکوٰۃ، روایت عبداللہ بن عمرؓ]

۸-میانہ روی: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **خَيْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا**۔ ایک اور حدیث میں فرمایا:''حسن سیرت، بردباری اور میانہ روی، نبوت کے اجزا میں سے چوبیسواں

حصّہ ہے‘‘۔(ترمذی)۔ایک اور حدیث ہے: ’’اخراجات میں میانہ روی سے معاشی مسئلہ نصف رہ جاتا ہے‘‘۔[شعب الایمان، البیہقی، باب الاقتصاد فی النفقۃ، حدیث:۶۲۸۱]

۹-**مستقل مزاجی:** حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’دین کے کاموں میں سے پسندیدہ کام وہ ہے جس پر کرنے والا پابندی کرے اور مستقل مزاجی دکھائے اگرچہ تھوڑا ہو‘‘[مسلم، حدیث: ۱۳۴۵]۔استقلال کے ساتھ تھوڑا کام نتائج کے لحاظ سے بہتر ہے کہ وقتی جوش کے تحت ہنگامی کام کر ڈالے اور پھر خاموش ہوجائے‘‘۔

۱۰-**فیاضی:** حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماؓ بنت ابوبکر سے بڑھ کر فیاض عورتیں نہیں دیکھیں۔

۱۱-**امانت و دیانت:** ۱-حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’چار چیزیں تمھیں میسر ہوں تو دُنیا کی کسی چیز سے محرومی تمھارے لیے نقصان دہ نہیں ہے: (۱)امانت کی حفاظت (۲) راست گفتاری (۳)خوش خلقی اور (۴) روزی میں پاکیزگی‘‘۔[مسند احمد، حدیث: ۶۴۸۲]

۱۲-حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ’’جو تمھارے پاس امانت رکھے، اسے اس کی امانت ادا کردو، اور جو تم سے خیانت کرے، تم اس سے خیانت نہ کرو‘‘۔[ترمذی، ابواب البیوع عن رسولؐ اللہ، حدیث: ۱۲۲۲]

اللہ تعالیٰ ہمیں حُسنِ اخلاق کی اہمیت کو سمجھنے، مکارم اخلاق کی بنیادوں کو مضبوط بنانے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روشنی میں بہترین انفرادی اخلاق کو اپنانے اور اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔